اس رسالے کو محترمہ بشریٰ بڑی محنت و توجہ سے ترتیب دیتی ہیں۔ خصوصیت سے ان کا اداریہ ایک طرف ادب میں ایک خاص رنگ کا عکاس ہوتا ہے' دوسری طرف معاشرے کو سنورنے کے لئے قارئین کے ذہنوں میں تعمیری رجحانات کے چراغ جلاتا ہے اور تیسری طرف اس میں کچھ نہ کچھ رنگ تصوف بھی جھلک جاتا ہے۔ نظمیں اور کہانیاں جدید انداز کی ہوتی ہیں۔ مگر ایک تو لغویات سے خالی اور دوسرے کسی اچھی تہذیبی قدر یا تعمیری مقصد کی آئینہ دار۔ میں بیشتر اس رسالے کو غور سے پڑھتا ہوں۔ بشریٰ رحمان عورت کی مظلومیت کا خصوصی احساس رکھتے ہوئے اس سے پوری ہمدردی کرتی ہیں مگر آجکل کی نمائش کار عورتوں اور مغرب سے نظریہ نسائیت لینے والے مردوں کی ایجاد کردہ فضول 'باغیانہ' اور لڑاکوؤں کی زبان اختیار نہیں کرتیں۔ بلکہ صرف اچھے جذبات کو اپیل کر کے اور اکسا کر وہ اصلاح کی کوشش میں لگی ہیں۔ وہ اپنا مدرسہ فکر خود ہی ہیں۔ اور اسی لئے وہ دلوں اور دماغوں پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ غرض وطن دوست کا ہر پرچہ ایک شعر ہوتا ہے اور یہ شعر سراپا بشارت۔

الشفا من: روہنگیا اراکان کے مسلمانوں کا ترجمان

اگست ۱۹۹۱ء کا عربی شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے نگران اعلیٰ ڈاکٹر محمد یونس صاحب ہیں۔ مجلس مشاورت میں مندرجہ ذیل ارکان شامل ہیں۔ مولانا سیف الاسلام' پروفیسر محمد زکریا' سید سعید الرحمان' سید اظہار میاں اور سید عبدالرشید۔ مدیر اعلیٰ ابواسد داروغہ صاحب اور نائب مدیر سیف اللہ خالد۔

بہترین کاغذ' نہایت عمدہ طباعت' جاذب نظر گٹ اپ اور دلکش و دلفریب مختلف خوبصورت رنگوں کے لباس میں شائع کیا گیا ہے۔ جہاں تک مضامین کا تعلق ہے وہ اپنے مقصد کے ترجمان ہیں۔ یہ رسالہ وطن کی جنگ آزادی لڑنے والے اور جہادِ اسلامی کی روح کو حیاتِ جاوداں بخشنے والے نوجوانوں کی امنگوں' تمناؤں' آرزوں اور خواہشات کا نقیب' داعی' ترجمان اور معاون و مددگار ہے۔ یہ اس تنظیم کے جیالوں' بہادروں اور نڈر و جفاکش جوانوں کے دلوں کی آواز ہے جو اپنے وطن کی حریت و آزادی کے لیے سر پر کفن باندھ کر عزم تازہ لیے ہوئے میدانِ عمل میں نکلے ہیں۔ یہ تنظیم اراکان کے مسلم نوجوانوں کی تنظیم ہے۔

اراکان' جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ ۱۷۸۴ء تک یہاں پر مسلمانوں کی بلا شرکت غیرے حکومت تھی۔ آج اراکان کا رقبہ تقریباً سولہ ہزار مربع میل ہے۔ آبادی ۴۰ لاکھ کے

قریب ہے۔ دو بڑے نسلی گروہ روہنگیا اور مگھ یہاں آباد ہیں ۔ روہنگیا نسل کے مسلمانوں کا تناسب آبادی ستر فیصد ہے اور اس کے مقابلہ میں مگھ نسل لوگوں کی آبادی پچیس فیصد ہے۔

مسلمان تاجر پہلی بار ساتویں صدی عیسوی میں تجارت کی غرض سے اراکان میں داخل ہوئے اور ۱۴۳۰ء میں ان کی حکومت قائم ہوگئی ۔ ساڑھے تین سو سال تک ان کی فرمانروائی کی سطوت و شوکت کے پھریرے فضاء نیلگوں میں لہراتے رہے اور امن و سلامتی اور توحید و سنت کا پیغام خوابیدہ و بیدار لوگوں کو سناتے رہے' پیغام حق کی یہ صدا برما کے باسیوں کو ناگوار گزری اور انہوں نے ۱۷۸۴ء میں اراکان پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا ۔ ۱۸۲۴ء میں سمندر پار استحصالی قذاقوں اور لٹیروں یعنی انگریز نے برما پر قبضہ جمالیا' اس طرح اراکانیوں کی حریت اور آزادی کا سورج ایک خاص وقت تک کے لیے غروب ہوگیا' اپریل ۱۹۴۲ء میں مسلح مگھوں نے روہنگیوں پر دھاوا بول دیا۔ ان کے گھروں کو مسمار کیا' سازوسامان کو نذر آتش کیا' جانوروں مویشیوں کو لوٹ لیا' دیہاتوں اور قصبوں کا صفحہ ہستی سے نام و نشان مٹا دیا ۔ اور ایک لاکھ کے لگ بھگ روہنگیوں کو اپنی بربریت کا نشانہ بناکر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

غاصب و ظالم اور سفاک مگھوں اور انگریزوں نے روہنگیوں کی سماجی' ثقافتی' مذہبی سرگرمیوں پر ہر طرح کی پابندیاں نافذ کر دیں' طلبہ تنظیموں یا انجمنوں کو غیر قانونی قرار دے کر ان کی ہر قسم کی عملی سرگرمیوں کو بند کر دیا ۔ اقتصادی' مذہبی اور سیاسی میدانوں میں بھی طرح طرح کی ایذا رسانی کو روا رکھا' مسلمانوں کی اراضی غصب کر کے غیر مسلموں کو بغیر کسی استحقاق کے دے دی۔ مسلمانوں کی مساجد اور تبلیغی مراکز کو غیر قانونی قرار دے کر بند کر دیا اور روہنگیوں کو بے وطن شہری اور بنگلہ دیش سے آئے ہوئے غیر قانونی مہاجر قرار دیکر اراکان سے بے دخل کر دیا۔

ایسی گھمبیر ظالمانہ و سفاکانہ صورت حال کو دنیا کے سامنے رکھنے اور اپنی مظلومانہ کیفیت اور حالتِ زار کو عیاں کرنے کے لیے اراکان کی مسلم تنظیم کے سربراہ نے "تضامن" نامی عربی رسالے کا اجراء کیا ہے ۔ اس میں جہاد اسلامی کی روحِ خوابیدہ کو بیدار کرنے والے مضامین ہیں اور ایسے واقعات ہیں جو دنیا کے ضمیر کو جھنجھوڑتے اور بیکسوں اور مظلوموں کی داد رسی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

(عبدالوکیل علوی)